سُمّیتُ نبیّاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

(الاستفتا صفحہ ۶۴ شمولہ حقیقۃ الوحی)

نبی کا نام پانے کی خصوصیت

اور

اسکی اصل حقیقت

(ڈاکٹر) بشارت احمد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے

پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام منشی کرامت علی پرنٹر

چھپوا کر شائع کیا

طبع ثانی — مئی سنہ ۱۹۲۷ء — تعداد طبع دو ہزار

www.aaiil.org

تحریکِ احمدیّت

از حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس ۲۳۶ صفحات کی مبسوط کتاب میں حضرت مولانا نے احمدیت کی مختصر تاریخ۔ بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی۔ دعوے مسیح موعود۔ خروج دجال و یاجوج ماجوج پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس بات کو بدلائل قاطعہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوے نبی ہونے کا نہ تھا بلکہ مجدد و محدث ہونے کا دعوے تھا۔ کتاب کے آخر میں تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم اور احمدیت کا کام بھی دو الگ الگ ابواب میں بتایا ہے۔

اصل قیمت .. .. ۴؍عہ

رعایتی قیمت .. .. ۴؍

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نبی کا نام پانے کی خصوصیت اور اس کی اصل حقیقت

از رشحات قلم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

نبوت کے مسئلہ پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب اس پر بار بار لکھتے ہوئے دل اُکتا گیا ہے صاحب انصاف اور ارباب بصیرت کیلئے کافی سے زیادہ لکھا جا چکا ہے لیکن جن لوگوں کو تعصب اور ہٹ دھرمی اور دھوکہ بازی مدنظر ہو وہاں ہنوز روز اول ہے۔ مرمرکے انہی باتوں کو دہراتے رہنا ایسے لوگوں کی عادت ہوا کرتی۔ اس لئے عرصہ سے میں نے اس لاحاصل جھگڑے سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ آج پھر اس پر کچھ لکھنے لگا ہوں۔ اور اس کی وجہ میرے ایک بزرگ اور محترم دوست ہیں جن کے ارشاد کی محض تعمیل کے لئے چند سطور عرض خدمت کرنے لگا ہوں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں حضرت مسیح موعود کو اس قدر غیرت تھی کہ آپ نے جب صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح کی نسبت نبی اللہ کا لفظ دیکھا تو آپ نے فوراً اس کی تاویل کی کہ یہ مجاز کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ خود اپنے الہام میں جب اپنے متعلق لفظ نبی کا سنا تو بھی اس کی تاویل کی کہ یہ مجاز کے طور پر کثرت مکالمہ مخاطبہ کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟ خود جہاں کہیں نبی کا لفظ استعمال کیا وہیں اس کی تاویل اور تشریح بھی ساتھ ہی بیان کر دی۔ آپ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ آنے والے مسیح کے لئے جو نبی اللہ کا کلمہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں استعمال ہو گیا ہے اس سے لوگ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور آنے والا موعود مسیح نبی اللہ ہوگا۔ اس لئے آپ اس کی طرح طرح سے تاویلیں کیا کرتے تھے اور اس موعود کا نام جو نبی رکھا گیا تھا تو اس کی توجیہ کیا کرتے تھے کہ کیوں رکھا گیا۔ یعنی جب نبوت کا دروازہ بند ہے تو کیا وجہ کہ کسی موعود کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جب تک اسکی وجہ معلوم نہ ہو ایک محقق کے دل میں الجھن ہوتی ہے پس اسکی وجہ آپ نے یہ بتلائی کہ نبی کے لغوی معنے ہیں مکالمہ مخاطبہ پانے والا اور نبی کا لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے مجازاً مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مشرف انسان پر بولا جا سکتا ہے۔ مگر اس پر پھر یہ اعتراض ہوتا تھا کہ اور بھی اولیاء اقطاب وابدال اس امت میں گذرے ہیں ان کو کیوں نہ نبی اللہ کا نام مجازاً دیا گیا۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیا کہ ان بزرگوں کو اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نہ ہوا کیونکہ مجاز اور استعارہ کے استعمال کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ

صفت جس کی وجہ سے کوئی نام مجازاً کسی کو دیا جاتا ہے شدت سے اس شخص میں پائی جائے۔ چونکہ مکالمہ مخاطبہ کی اس قدر کثرت دیگر اولیا کو نہ ملی اسلئے وہ ازراہ ان پہ یہ نام نہ بولا گیا۔ مسیح موعود میں یہ صفت شدت سے پائی گئی اس لئے مجازاً یہ نام صرف آپ کو ہی دیا گیا۔ مطلب آپ کا مسیح موعود کے نبی کا نام پانے کی توجیہہ تھی کہ جب ختم نبوت ہو چکی اور کوئی نبی اب نہیں آسکتا تو کیا وجہ کہ ایک غیر نبی امتی کو نبی کا نام دیا گیا۔ اس قسم کی توجیہ آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر بھی کی تھی مگر ایک مثل ہے کہ ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ ہمارے محمودی بزرگوں نے اس صفحہ ۳۹۱ کو بزعم خود خدا جانے کیوں حضرت صاحب کے دعویٰ نبوت پر ایک سند گردانا ہوا ہے اور بڑے فخر اور ناز سے اس صفحہ کو لئے پھرتے ہیں بلکہ بعض تو حقیقۃ الوحی کے اس صفحہ پر ایک کاغذ کا نشان رکھ کر کتاب بغل میں دابے پھرتے ہیں اور ضرورت ہو یا نہ ہو بے موقع و بے محل صفحہ ۳۹۱ کھول کر پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں مجھے بڑی حیرت ہوا کرتی ہے کہ اللہ اللہ کبھی یہ وہ قوم تھی کہ علم و حکمت اور معقولیت اس کا طغرائے امتیاز تھا۔ آج میاں محمود احمد صاحب کی مریدی کے صدقے میں دل و دماغ کو جواب دے کر محض قادیان کی آواز کے لئے صدائے بازگشت بن کر رہ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک عقلمند کا فرض تھا کہ حضرت مسیح موعود کی کل تحریروں کو یک جائی نظر سے دیکھتا یہ کیا کہ ساری تحریروں پہ پانی پھیر کے لے دیکر حقیقۃ الوحی کا ایک صفحہ ان کے ہاتھ میں رہ گیا ہے۔ میاں محمود احمد صاحب نے تو صرف ۱۹۱۴ء سے پہلے کی تحریروں پہ پانی پھیرا تھا۔ مگر ایک مثل ہے۔ لقمان سے لقیمہ

(ان کے مرید) تیز نکلے یعنی پیر سے مرید کئی قدم آگے نکل گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی تحریریں بھی ان کے عقائد کا قلع قمع کرتی ہیں تو انہوں نے صرف اسی میں دیکھا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کے ہی دارالامان میں جا بیٹھیں اور میاں مٹھو کی طرح نبی کے نام کی رٹ لگاتے رہیں۔ اتنا غور نہیں کرتے کہ وہ شخص جس نے یہ لکھا تھا کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اسی نے اسی کتاب میں یہ بھی تو لکھا کہ سمیت نبیا من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علےٰ وجہ الحقیقۃ کہ میرا نام نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ پھر یہ کیا کہ کتاب کے ایک حصہ کو تو مانتے ہو اور دوسرے حصّہ کو چھوڑتے ہو۔ قرآن تو ایسے لوگوں کو سخت زجر کرتا ہے فرماتا ہے کہ افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض کہ کیا کتاب کے ایک حصّے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصّہ کا انکار کرتے ہو۔ مگر انہیں وعید قرآنی کا کوئی خوف نہیں حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ساری حقیقۃ الوحی سے کوئی غرض نہیں غرض ہے تو صرف صفحہ ۳۹۱ سے۔ مگر کیوں؟ آخر اس میں کیا بات ہے؟ جب میں اس کو پڑھتا ہوں تو سچ کہتا ہوں بڑی حیرت اور عبرت ہوتی ہے کہ الٰہی اس قوم کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ اس عبارت سے کیا نتیجہ اخذ کر رہے ہیں؟ اس صفحہ میں ایک شخص اپنے نبوت کا نام پانے کی توجیہ کر رہا ہے۔ اور یہ عقلمند اس کا ریوڑ اسے نبوت کا دعویٰ سمجھ رہا ہے۔ نبوت کا نام پانے کی توجیہ کو نبوت کا دعویٰ سمجھنا کن دماغوں کا کام ہو سکتا ہے۔ ارباب بصیرت خود سمجھ لیں انہیں کوئی نہیں سمجھاتا کہ اے عقلمندو! جو شخص نبوت کا نام پانے

کی کسی قسم کی بھی توجیہ کرے گا اس کے تو یہ معنے ہوں گے کہ وہ دراصل نبوت کا انکار کر رہا ہے۔ اگر وہ نبی ہوتا تو نبی کا نام پانے کی توجیہ کیوں کرتا۔ کیا کسی نبی نے کبھی اس قسم کی توجیہ کی۔ ہے کہ مجھے نبی کا نام کیوں دیا گیا۔ نبی کا نام پانے کی توجیہ تو وہی کرے گا جو درحقیقت نبی نہ ہو مگر کسی وجہ سے اسے نبی کا نام دیا گیا ہو۔ تو ضروری ہے کہ ایسا شخص بتائے کہ کیوں باوجود اس کے کہ وہ نبی نہیں اسے نبی کا نام دیا گیا۔ پس جو نبی کا نام پانے کی کوئی وجہ بیان کرتا ہے وہ درحقیقت ختم نبوت کے معتقدین کے سامنے نبی کے نام کے متعلق معذرت کرتا ہے اور ان کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ میرا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہیں۔ اور مجھے جو نبی کا نام دیا گیا وہ تو فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا ہے۔ چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ پر حضرت مرزا صاحب نے اسی بات پر بحث کی ہے۔ سب سے پہلا بتلایا کہ میرا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہیں۔ چنانچہ اس عبارت کو یوں شروع کرتے ہیں:۔

"اور پھر ایک اور نادانی یہ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افترا ہے"

کیا کوئی نبوت کا مدعی یوں کہا کرتا ہے کہ میری طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا سراسر افترا ہے۔ اس کا تو فرض ہوتا ہے کہ وہ ببانگ دہل کہے کہ میں نبوت کا مدعی ہوں لیکن نہیں۔ سب سے پہلے حضرت صاحب نے نبوت کے دعوے سے انکار کیا اور پھر اس کے بعد جو کچھ لکھا وہ بطور توجیہ لکھا اور ایسا لکھنا ضروری تھا کیونکہ سامعین کے دل میں پھر یہ وسوسہ پیدا ہوتا تھا کہ یہ شخص ایک طرف نبی کا

پانے کا مدعی ہے اور دوسری طرف لکھتا ہے کہ میری طرف نبوت کا دعوے کرنا سراسر افترا ہے تو پھر یہ کیا گورکھ دھندا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ صاحب اس کی تشریح فرماتے اور بتاتے کہ باوجود اس کے کہ آپ کا دعویٰ نبی ہونے کا نہ تھا مگر پھر نبی نہ ہوتے ہوئے آپ کو جو نبی کا نام دیا گیا تو کیوں اور کس مفہوم کے ساتھ۔ چنانچہ آپ نے اسی بات کی توجیہ کی ہے جس کی تفصیل بعد میں عرض کروں گا۔

یہاں دیکھنا یہ ہے کہ آپ کا اس طرح نبوت کے دعوے کا انکار کرنا اور نبی کا نام پانے کی توجیہ کرنا کیا صاف اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نبی نہ تھے۔ ورنہ ایک نبی نبوت کے دعوے کا انکار کیسے کرسکتا ہے اور نبی کے نام پانے کی توجیہ کرنے کی اسے کیا ضرورت ہے؟

آپ نے جو کچھ نبی کے نام پانے کی توجیہ کی اس کے سمجھنے کے لئے علم کلام کے چند قاعدوں کو پہلے سمجھ لینا ضرور ہے۔ ان قاعدوں کو نہ سمجھنے سے ہی ٹھوکر لگتی ہے۔

(۱) پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی جنس کا نام کسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری چیز کو دیا جائے گا تو ضروری ہوگا کہ وہ دوسری چیز پہلی چیز کی جنس نہ ہو۔ ورنہ نام دینا بے معنی ہوگا۔ مثلاً شیر کا نام کسی خصوصیت کی وجہ سے ہم انسان کو دے سکتے ہیں۔ مگر خود شیر کو یہ نام دینا بے معنی ہوگا۔ ہمارا یوں کہنا ایک بے معنی اور لغو فقرہ ہوگا کہ فلاں شیر کو شیر کا نام دیا گیا ہے۔ مگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں انسان کو شیر کا نام دیا گیا۔

(۲) دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کو اس کی اپنی جنس کے نام سے پکاریں گے تو اس نام کے استعمال کی وجہ ہم ہرگز بیان نہیں کریں گے۔ اور اگر ہم بیان کریں گے تو یہ فعل ہماری حماقت اور لغویت پر دلالت کرے گا۔ ہم کسی چیز کو کسی نام سے پکارے جانے کی وجہ فقط اس صورت میں بیان کریں گے جب ایک چیز کی جنس کا نام کسی دوسری ایسی چیز کو دیا گیا ہے جو اس کی جنس میں سے نہیں مثلاً اگر کہیں شیر آجائے اور ہم لوگوں کو خبردار کریں کہ شیر آگیا تو ساتھ ہم اس کی وجہ بیان نہیں کرتے جائیں گے کہ ہم نے اس شیر کو فلاں فلاں وجہ سے شیر کہا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو یہ ہماری حماقت اور دیوانگی ہوگی۔ البتہ اگر کوئی بہادر انسان آجائے اور ہم کہیں کہ دیکھئے جناب شیر آگیا تو پھر اس شیر کے نام کی توجیہ کرنی ہمارے لئے ضروری اور نہایت معقول ہوگی۔ کیونکہ جن لوگوں کو علم نہیں ان کی طرف سے یہ مطالبہ نہایت مناسب ہوگا کہ ایک انسان کو شیر کا نام کیوں دیا گیا؟

(۳) تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی جنس کا نام دوسری چیز کو دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ مجاز کے طور پر دیا جائے گا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ خواہ مجاز کا لفظ ہم استعمال کریں یا نہ کریں۔ مثلاً جب ہم کسی انسان کو شیر کا نام دیں گے تو ظاہر ہے کہ مجاز کے طور پر دیں گے۔ ہمیں یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ہم ایسا مجاز کے طور پر کہہ رہے ہیں۔

اب تینوں مذکورہ قاعدوں کو مدنظر رکھ کر غور و فکر سے کام لیا جائے تو نبی کا نام پانے کی حقیقت صاف صاف خدا کے فضل سے عیاں ہو جاتی ہے۔

(پہلا قاعدہ) اگر کوئی بزرگ اپنی خصوصیت یہ جتائیں کہ مجھ پر خاص فضل ہوا ہے جو میرے جیسے دوسرے امتی لوگوں پر نہیں ہوا کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا کہنے والا غیر نبی ہے۔ کیونکہ ایک غیر نبی تو اس خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے کہ اسے نبی کا نام دیا گیا۔ مگر کسی نبی کا یہ خصوصیت جتانا بےمعنی ہے کہ مجھے نبی کا نام دیا گیا ہے۔ جیسے ایک انسان تو اپنی اس خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے کہ مجھے شیر کا نام دیا گیا جو اس جیسے دوسرے انسانوں کو نہیں دیا گیا۔ مگر ایک شیر کا اپنی یہ خصوصیت جتلانا کہ مجھے شیر کا نام دیا گیا ہے بالکل بےمعنی ہے۔

(دوسرا قاعدہ) پھر اگر وہ بزرگ نبی کا نام پانے کی توجیہ بھی کریں اور بتائیں کہ یہ نام مجھے صرف اس وجہ سے دیا گیا ہے کہ مجھ سے مکالمہ مخاطبہ اور امتی لوگوں سے بڑھ کر ہوا۔ یعنی اگر مکالمہ و مخاطبہ دوسرے لوگوں سے بڑھ کر نہ ہوتا تو میں بھی یہ نام نہ پاتا تو معاملہ صاف ہو جاتا ہے کہ وہ بزرگ یقیناً غیر نبی ہے۔ کیونکہ اگر وہ نبی ہے تو اسے نبی کا نام پانے کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ایک غیر نبی کو تو البتہ وجہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اس نے نبی کا نام اپنے متعلق کیوں استعمال کیا لیکن اگر ایک نبی اپنے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرے تو اس کی وجہ بیان کرنا کہ مجھے نبی کا نام فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا ہے ایک بےمعنی بات ہے۔

(تیسرا قاعدہ) یہ بزرگ جو غیر نبی ہے جب یہ بتلاتا ہے کہ مجھے نبی کا نام فلاں فلاں وجہ سے دیا گیا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا نبی کا نام پانا مجازاً ہے۔ وہ لاکھ دفعہ مجاز کا لفظ اپنی تحریر میں نہ لکھے۔ مگر ہم قاعدہ ۲ کے ماتحت مجبور ہیں۔ کہ اس کے نبی نام پانے کو مجاز کے طور پر سمجھیں۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر۔

اور اگر وہ بزرگ خود بھی لکھ دے کہ سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ کہ میرا نام خدا کی طرف سے نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر۔ تو پھر اس بزرگ کے مجازی طور پر نبی کا نام پانے کو نبوت کا دعویٰ کہنا سراسر افترا، بہتان، اور ظلم، بلکہ شرارت ہے۔

اب ذرا حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کھول کر پڑھو صاف نظر آرہا ہے کہ اس عبارت کا لکھنے والا غیر نبی ہے جو نبی کا نام پانے کی خصوصیت پر جائزہ فخر کر رہا ہے اور اپنے نبی کا نام پانے کی وجوہات بیان کر رہا ہے تا یہ اعتراض درمیان سے اٹھ جائے کہ کیوں ایک غیر نبی کو خاص طور پر نبی کا نام دیا گیا ہے۔ حوالہ پڑھ لو:۔

"اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ لیتے۔ تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ

واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو
اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا"

کس قدر صاف ہے کہ دوسرے اولیاء اور اقطاب اور ابدال بھی اگر اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے حصہ لیتے تو وہ بھی نبی کہلانے کے مستحق ہوجاتے۔ مگر چونکہ ان کے ساتھ اس قدر مکالمہ نہ ہوا اس لئے انہیں نبی کا نام نہ دیا گیا۔ اور اس قدر مکالمہ اس وجہ سے نہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں پھر اس طرح رخنہ واقع ہو جاتا والّا یہ بات نہیں کہ وہ چونکہ غیر نبی تھے اس لئے نبی نہ کہلا سکتے تھے۔ اور حضرت مرزا صاحب نبی تھے اس لئے نبی کہلائے۔ نہیں نہیں یہ بات نہیں حضرت مرزا صاحب اور ان بزرگوں میں کوئی فرق نہیں سوائے مکالمہ اور مخاطبہ کی کثرت و قلت کے۔ اگر مکالمہ کی کثرت ان کی بڑھ جاتی تو ان کو بھی اسی طرح نبی کا نام دیا جاتا۔ جس طرح حضرت مرزا صاحب کو دیا گیا۔ مگر صرف پیشگوئی میں رخنہ پڑنے کی وجہ سے ایسا نہ کیا گیا ورنہ ان بزرگوں کے کمالات روحانی میں کوئی نقص نہ تھا۔ یہ تمام وجوہ بیان ہو رہی ہیں نبی کا نام پانے کی۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ایک غیر نبی کو جو زمرۂ اولیاء و ابدال اقطاب میں سے ہے نبی کا نام کیوں دیا گیا؟ والّا نبی کو نبی کا نام پانے کی توجیہوں کی کیا ضرورت؟ اس کے بعد ہر ایک ذی فہم مجبور ہو جاتا ہے کہ جو نام اس طرح محض "اعزازی" طور پر دیا جائے گا اسے مجازی نام سمجھے نہ کہ حقیقی۔ اور وہ کیا سمجھے۔ خود حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ایسا سمجھو۔ سمیت

نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ کہ مجھے نبی کا
نام اللہ کی طرف سے مجاز کے طور پر دیا گیا نہ کہ حقیقی طور پر۔ براہین احمدیہ
حصہ پنجم میں نبی کے نام پانے کو صاف ایک اعزازی نام بتایا۔ خود
اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود پر یہ وحی نازل کی کہ لک خطاب العزۃ
کہ نبی کا نام محض ایک خطاب عزت ہے۔ پھر کس قدر ظلم ہے ان لوگوں
کا جو بار بار حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کو بلا سوچے سمجھے کھول بیٹھتے ہیں اور نبی کا
نام پانے کو پیش کر دیتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس جگہ تو صرف نبی کا نام
پانے کی توجیہ کی گئی ہے کہ کیوں باوجود غیر نبی ہونے کے آنحضرت صلعم نے
اپنی پیشگوئی میں آنے والے مسیح موعودؑ کو نبی کا نام دیا۔ اگر وہ نبی تھا تو
نبی کو نبی کا نام دیا جانا کیا معنے؟ اور اس میں اس کی خصوصیت کا کیا
مطلب؟ اور پھر نبی کو نبی کا نام پانے کی توجیہ کرنے کی کیا ضرورت؟ اگر
کسی کے دل پر مہر نہیں لگ گئی تو وہ خدا کے لئے غور کرے کہ کیا کسی نبی نے
بھی فخر کیا ہے کہ میں ہی نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص ہوں۔ اور میرے
نبی کا نام پانے کی فلاں فلاں وجوہات ہیں۔ وہ نبی ہے۔ ایک نبی کو نبی
کا نام پانے میں کیا خصوصیت ہو سکتی ہے۔ اور اس نام پانے کی توجیہ کی۔
اسے کیا ضرورت؟ یہ باتیں تو ایک غیر نبی کے ساتھ لازم و ملزوم ہو سکتی
ہیں۔ جیسے کسی وجہ سے اعزازی یا مجازی طور پر نبی کا نام مل گیا ہے۔ وہ
بیشک اپنی اس خصوصیت پر فخر کر سکتا ہے۔ اور اس کے لئے یہ بھی ضروری
ہے کہ وہ اس نبی کے نام پانے کی توجیہ بھی کرے۔

جو کچھ پچھلے حصہ میں عرض کیا گیا وہ ارباب بصیرت کے لئے کافی ہے۔ لیکن میں اپنے احباب کی خاطر اس ساری عبارت متنازعہ فیہ کی یہاں تھوڑی سی تشریح کر دیتا ہوں۔ جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۹۱ پر ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اور پھر ایک اور نادانی یہ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افترا ہے"

میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر حضرت صاحب نے بڑے زور سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو جو شخص یہ کہا کرتے تھے کہ جناب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کا ایسا کہنا "سراسر افترا" کیونکر قرار دیا جا سکتا تھا۔ آج محمودی صاحبان صاف کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ انصاف تو یہ ہے کہ یا تو اسے بھی سراسر افترا کہو اور اگر محمودی صاحبان اپنے اس قول کو درست سمجھتے ہیں تو پھر غیر احمدیوں کا اس وقت یہی بات کہنا کیونکر سراسر افترا ہو سکتا تھا کیا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نہیں ہو جاتی کہ حضرت صاحب کا جو کچھ بھی دعویٰ تھا خود حضرت صاحب کے نزدیک اسے نبوت کا دعویٰ کہنا سراسر افترا تھا۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر آپ نبی کا نام اپنے متعلق استعمال کیوں کرتے تھے پس اس کا جواب دیا جانا ضروری تھا کہ نبی کا لفظ کس خاص مفہوم میں استعمال ہوا ہے کہ جس کے استعمال کو نبوت کا دعویٰ نہیں کہا جا سکتا۔

فرماتے ہیں :-

"بلکہ جس نبوت کا دعویٰ قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں "

اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں :-

(۱) قرآن شریف کے رُو سے جس نبوت کا دعویٰ کرنا منع معلوم ہوتا ہے وہ دعویٰ آپ کا ہرگز نہیں ۔ اب یہ ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں جس نبوت کا اور جن نبیوں کا ذکر ہے ان کو نبوت کا مدعی کہنا قطعاً افترا نہیں بلکہ ان کو نبی کہنا از حد ضروری ہے ورنہ انسان مومن نہیں رہ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی وہ نبوت تو ہرگز نہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے ۔ خود حضرت صاحب بھی اسی حقیقت وحی میں اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ وما نعنی من النبوۃ ما یُعنٰی فی الصحف الاولیٰ ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے جو پہلے صحیفوں میں مراد لی گئی ہے ۔ چلو یہ تو فیصلہ ہوا کہ آپ کا دعویٰ اس نبوت کا تو ہرگز نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور جس کے مدعیوں کو "نبوت کا مدعی" کہا کرتے تھے ۔

(۲) آپ کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ "ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی" تو معلوم ہوا کہ یہ کچھ ایسی قسم کا دعویٰ ہے جیسے "نبوت کا دعویٰ" کہنا "سراسر افترا" ہے تو پھر اس دعویٰ کو کس چیز کا دعویٰ کہنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود خود بتلاتے ہیں کہ اس دعوے کو محدثیت کا دعویٰ کہنا چاہیئے نہ کہ نبوت کا۔ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے رو سے کلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہو اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدَّث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔ اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانیوالا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر اُمتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے"

اور جس وجہ سے نبی ہوتا ہے اسے اس جگہ حقیقۃ الوحی میں بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ جب یہ فرمایا کہ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں تو ساتھ ہی نبی کے لفظ

سے جو ابہام پیدا ہوتا تھا اسے اس طرح صاف کیا کہ فرمایا کہ نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں" یہ فقرہ صاف بتلا رہا ہے کہ نبی کے لفظ سے کچھ اور نہ سمجھ لینا جس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آجائے بلکہ صرف اس قدر مراد ہے کہ "کثرت مکالمہ و مخاطبہ" "صرف اس قدر" کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ اسلامی اصطلاح میں نبی سے "صرف اس قدر" ہی مراد نہیں ہوا کرتا بلکہ کچھ اور بھی مراد ہوا کرتا ہے۔ یعنی نبوت صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا ہی نام نہیں ہوا کرتا بلکہ کچھ اور باتیں بھی اس کے ساتھ شامل ہیں۔ اور جب تک وہ شامل نہ ہوں اسے نبوت کا دعویٰ نہیں کہہ سکتے۔ دوسری جگہ اسی حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ ما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ و المخاطبۃ و لعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذلک کہ اللہ تعالیٰ نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور خدا کی لعنت اس پر جو اس سے زیادہ مراد رکھے اب اگر نبوت کے مفہوم میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے بڑھ کر اور کچھ نہیں تو یہ لعنت کس چیز کے دعویٰ پر ڈال رہے ہیں۔ یہ فقرہ صاف بتلا رہا ہے کہ نبوت میں سے صرف اس جزو کے آپ مدعی ہیں جو کثرت مکالمہ مخاطبہ ہے۔ جو حدیث شریف لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت اس اُمت میں جاری و ساری ہے۔ اور جس کے پانیوالے کو نبوت کا مدعی کہنا سراسر افترا ہے۔ ہاں حدیث شریف کے رُو سے اسے محدث کہا جاتا ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے بھی اپنی کتب میں اسے محدث لکھا ہے۔

اور جس کا ترجمہ خود ہی یوں فرمایا ہے کہ "ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی" چنانچہ اسی فقرہ کو یہاں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ پر بھی دوہرایا ہے۔ اور انہی معنوں میں دہرایا ہے جن میں آپ نے اپنی دیگر کتب میں استعمال فرمایا ہے ۔ یعنی محدث کے معنوں میں۔ اب اس صفحہ کی عبارت کو پڑھتے چلو تو اور زیادہ وضاحت ہوتی جائے گی۔ فرماتے ہیں :-

"بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

یہ تو پہلے ہی واضح ہو چکا تھا کہ ایسے شخص کو جو "ایک پہلو سے نبی ہو اور ایک پہلو سے امتی"۔ ایسے نبوت کا مدعی کہنا تو سراسر افترا ہے۔ اس کا محدث کہلانا میں حضرت صاحب کی دوسری تحریروں سے دکھا آیا ہوں مگر حضرت صاحب نے اس جگہ خود مجدد سرہندی کا حوالہ دے کر بات کو صاف کر دیا کہ وہ یقیناً محدث ہوتا ہے نہ کہ کچھ اور۔ کیونکہ مجدد سرہندی صاحب نے ایسے شخص کو جس سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہو (اور جس کا حوالہ یہاں حضرت صاحب پیش کر رہے ہیں) محدّث لکھا ہے نبی نہیں لکھا۔ مجدد سرہندی صاحب کا وہ حوالہ جس کی طرف یہاں آپ اشارہ فرما رہے ہیں اور جسے بار بار آپ نے اپنی مختلف کتب میں نقل کیا ہے میں یہاں درج کر دیتا ہوں۔ یہ حوالہ مجدد صاحب سرہندی کے مکتوب

مکتوب پنجاہ و یکم کا ہے اور حسب ذیل ہے:۔

"اعلم ایّھا الاخ الصدیق انّ کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذٰلک الافراد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذٰلک لبعض المکمل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضًا واذا اکثر ھٰذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمّی محدّثًا کما کان امیر المومنین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ"

یعنی اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہٗ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے گویا وہ آمنے سامنے ہیں۔ اور یہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ اور کبھی ان کے پیروؤں میں سے جو کمال حاصل کر چکے ہوں بعض کے ساتھ بھی بسبب متابعت اور وراثت کے ایسا کلام ہوتا ہے۔ اور اس قسم کا کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اگر کثرت کے ساتھ ہو تو وہ محدّث کہلاتا ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام رکھا گیا۔

دیکھ لیجئے یہاں مجدّد سرہندی صاحب نے کثرت مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو محدّث کہا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے جو یہاں مجدّد سرہندی صاحب کا یوں حوالہ دیا کہ وہ کثرت مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو نبی کہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ نبی بمعنے محدّث ہی فرمایا۔ ورنہ حوالہ درست نہ ٹھہرے گا۔

یہ بات تو نہ تھی کہ حضرت صاحب کو اس حوالہ کا علم نہ تھا۔ آپ کو خوب علم تھا کیونکہ اس سے قبل متعدد مرتبہ آپ اپنی کتابوں میں اسی حوالہ کو اپنی قلم سے نقل کر چکے تھے۔ البتہ اب کے دفعہ یہاں اس حوالہ کو بالالفاظ نقل نہیں کیا بلکہ صرف اس کا مفہوم لے کر اُسے اپنے الفاظ میں ادا کر دیا۔ یعنی اس حوالہ کے لفظ محدّث کے مفہوم کو لے کر اپنی تحریر میں لفظ نبی سے ظاہر فرمایا گویا جو مفہوم محدّث کا مجدد صاحب کے ذہن میں تھا وہی مفہوم آپ یہاں اپنی تحریر میں لفظ نبی سے لے رہے ہیں۔ پس یہ حوالہ اسی صورت میں درست ٹھیر سکتا ہے جب نبی کا لفظ محدّث کے مفہوم میں لیا جائے۔ ورنہ حوالہ درست نہیں ٹھیرتا۔ اور آپ نے محدّث کے بجائے نبی کا لفظ اسلئے اختیار کیا کہ آپ اُمتی نبی کی اصطلاح میں یہاں کلام کر رہے ہیں اور آپ بار بار تحریر فرما چکے ہیں کہ محدّث اور اُمتی نبی باہم مترادف ہیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

"ہاں محدّث جو مرسلین میں سے ہے اُمتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی" (ازالہ اوہام)

چونکہ یہاں یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ

"صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلعم کے فیض کی وجہ سے نبی ہوں"

اس لئے کلام بھی اسی رنگ میں فرما رہے ہیں۔ لہذا مجدد صاحب سرہندی

کا جو حوالہ دیا تو اسے بھی اسی اصطلاح کے مطابق اپنے الفاظ میں ادا فرمایا۔ پس یہاں نبی کے لفظ سے محدث کے سوا اور کوئی مفہوم نہیں لیا جا سکتا۔ اور جس نبوت کا نام آپ کو دیا گیا ہے وہ سوائے محدثیت کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ ورنہ مجدد صاحب کا حوالہ غلط ہو جائے گا۔ اور آپ کی اُمتی نبی کی تمام تشریحات غتر بود ہو جائیں گی۔ اور یہی وجہ تھی جو آپ کے بعض دشمن جب آپ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرتے تو آپ اُسے "سراسر افترا" بتلاتے۔ جیسا کہ یہاں بھی فرمایا کہ:۔

"اور پھر ایک اور نادانی یہ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ سراسر افترا ہے"

اور یہ بالکل سچ ہے۔ آپ کو محدث کہہ لو۔ اُمتی نبی کہہ لو۔ بات ایک ہی ہے۔ مگر محدثیت کے دعوے کو نبوت کا دعوےٰ نہیں کہہ سکتے۔ اگر ایسا کہو گے تو یہ سراسر افترا ہوگا۔

اب آگے چلو، فرماتے ہیں:۔

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ

اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر ہو نہیں سکتے
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظهر علی غیبہٖ احدًا الّا
من ارتضٰی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری
قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا۔ جو کثرت اور صفائی سے حاصل
ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو"

اب یہاں اس پیشگوئی کا ذکر فرماتے ہیں جس میں آنے والے مسیح موعود کا ذکر ہے۔ آپ کے اس اشارہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں :۔

(۱) آنحضرت صلعم نے ایک شخص کی پیشگوئی فرمائی ہے جو عیسیٰ ابن مریم کہلائے گا۔

(۲) وہ شخص نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا اس وجہ سے کہ اس کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ اور اظہار امور غیبیہ ایں کثرت کے ساتھ ہوگا۔ کہ بجز نبی کے کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

دیکھ لیجئے یہاں جو آنے والے موعود کو نبی کا نام دیا جانے کا ذکر کیا تو ساتھ ہی توجیہ شروع کر دی۔ بجائے اس کے کہ یوں فرماتے کہ وہ نبی ہوگا یوں فرماتے ہیں کہ وہ نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ ہوگا تو غیر نبی مگر یہ ایک خاص بات اس کے متعلق ہوگی کہ اسے نبی کا نام دیا جائے گا۔ ورنہ سیدھی طرح یوں کیوں نہ کہہ دیا کہ وہ نبی ہوگا چلو خلاصی ہوتی۔ ایک نبی کو یوں کہنا کہ وہ نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔ کیا کسی عقلمند ذی ہوش کا کام ہو سکتا ہے ؟ پھر نبی کو

نبی کا نام پانے کی توجیہ کی کیا ضرورت ؟ یہ نبی کے نام سے موسوم ہونا ایک غیر نبی کی خصوصیت تو ہو سکتی ہے مگر ایک نبی کی اس میں کیا خصوصیت اور اسے اس کی توجیہ کی کیا ضرورت ؟ ہاں ایک غیر نبی کو اگر نبی کا نام دیا جائے گا تو اس کے لئے توجیہ بھی کرنی پڑے گی - وہ توجیہ سن لو - وہ یہ کہ اس کے ساتھ اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ اور اظہار امور غیبیہ ہوگا کہ سوائے نبی کے اور کسی سے نہیں ہوتا - پس چونکہ یہ ایک صفت نبی کی اس میں پائی جائے گی - اس لئے اس کو نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا - ظاہر ہے کہ جس میں کوئی صفت کسی چیز کی بدرجہ کمال پائی جاتی ہے تو مجازاً وہی نام اُسے دے دیا جاتا ہے - مثلاً کسی انسان میں بہادری بدرجہ کمال پائی جائے جو شیر کی ایک صفت ہے تو اسے ہم مجازاً شیر کا نام دیدیں گے یا کسی انسان میں خوبصورتی بدرجہ کمال پائی جائے جو چاند کی ایک صفت ہے - تو ہم مجازاً اسے چاند کا نام دے دیں گے - اسی طرح کسی میں مبشرات یعنی مکالمہ و مخاطبہ نہایت کثرت سے اگر پایا جائے گا جو نبی کی ایک صفت ہے تو ہم اسے مجازاً نبی کا نام دے دیں گے - پس یہی بات حضرت صاحب یہاں بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں جو نبی کا نام مسیح موعودؑ کو دیا گیا - اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس میں صفت کثرت مکالمہ مخاطبہ کی جو ایک صفت نبی کی ہے پائی جاتی تھی اس وجہ سے اسے نبی کا نام دیا گیا جو کہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں صرف مجاز

کے طور پر ہی دیا جا سکتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ اسی حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔ سمیت نبیاً من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ یعنی مجھے نبی کا نام مجاز کے طور پر دیا گیا نہ کہ حقیقت کے طور پر، یہ ہے وہ توجیہ جو حضرت صاحب نے اپنے نبی کا نام پانے کے متعلق کی ہے لیکن قابل توجہ یہ امر ہے کہ ایک نبی کو کیا ضرورت کہ وہ اپنے نبی کا نام پانے کی خصوصیت جتلاتے اور اس کی توجیہیں کرتا پھرے۔ کیا جب ہم شیر کو شیر کہتے ہیں تو اس کے ساتھ توجیہیں بھی کیا کرتے ہیں کہ کیوں ہم نے کسی شیر کو شیر کہہ دیا۔ البتہ ہم کو توجیہ کی اس وقت ضرورت پڑے گی جب ہم کسی کو جو شیر نہیں شیر کہہ دیں۔

اب جبکہ یہ ثابت ہو چکا کہ آپ کا دعویٰ محض محدثیت کا تھا جسے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی اور اس قسم کے دعویٰ کو نبوت کا دعویٰ کہنا "سراسر افترا" ہے اور حدیث شریعت میں جو آپ کو نبی کے نام سے موسوم کیا گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کی ایک صفت مکالمہ و مخاطبہ کی بدرجہ کثیر آپ میں پائے جانے کی وجہ سے آپ کو مجازی طور پر نام دیا گیا ہے نہ کہ حقیقت میں آپ نبی تھے۔ تو اب ایک اعتراض وارد ہوتا تھا کہ مکالمہ مخاطبہ تو دوسرے محدثین سے بھی ہوا ہے۔ مگر ان کو حدیث میں کہیں مجازاً" نبی اللہ نہیں فرمایا گیا پھر اس میں کیا راز ہے کہ مسیح موعود کو ہی مجازاً" نبی اللہ کہا گیا۔ اس کا جواب حضرت صاحب اس کے آگے ہی فرماتے

ہیں پڑھ چلو۔
"اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال و اقطاب اس اُمت میں گزر چکے۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اس قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا

اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس
نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ
احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا
وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔"

حضرت صاحب نے مذکورہ عبارت میں اس اعتراض کا جواب دینا چاہا ہے کہ کیوں دوسرے علماء کو جن سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہؤا حدیث شریف میں نبی کا نام نہ دیا گیا۔ اور یہ نام صرف مسیح موعود کو دیا گیا۔ فرماتے ہیں۔ ان سے اس قدر کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ نہ ہؤا جتنا کہ مجھ سے ہؤا۔ اور کسی کو مجازاً کوئی نام دینے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صفت بدرجہ کثیر اس میں پائی جائے۔ اس لئے نبی کا نام مجازاً انہیں نہ دیا جا سکتا تھا۔ مگر مجھ میں چونکہ یہ صفت مکالمہ و مخاطبہ کی بدرجہ کثیر پائی گئی اس لئے مجازی طور پر مجھے نبی کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اب میں ان تمام نتائج کو نمبروار لکھے دیتا ہوں جو اس عبارت سے نکلتے ہیں:-

(۱) حضرت مسیح موعود بھی اس اُمت کے اولیاء و ابدال و اقطاب میں سے ہیں اور غیر نبی ہیں ورنہ ایک نبی کو نبی کا نام پانے میں کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی اور نہ اس کو نبی کا نام پانے کی توجیہ کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

(۲) آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ جس قدر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور

اظہار امور غیبیہ کی آپ کو ملی دیگر صلحاء کو نہیں ملی۔

(۳) مکالمہ مخاطبہ نبی کی ایک صفت ہے جس غیر نبی میں یہ صفت بدرجۂ کثیر پائی جائے گی اسے مجازاً نبی کا نام دیا جا سکتا ہے کیونکہ مجاز میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ جس صفت کی وجہ سے مجازی نام کسی کو دیا جائے وہ صفت اس میں بدرجہ کثیر پائی جائے اس لئے نبی کا نام مجاز کے طور پر پانے کے لئے مسیح موعود ہی ہو سکتا تھا کیونکہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ آپ ہی میں پائی گئی۔

(۴) اس لئے حدیث شریف میں نبی کا نام سوائے مسیح موعود کے اور کسی کو نہیں دیا گیا۔

(۵) مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ گزشتہ اولیاء، ابدال، اقطاب نے آنحضرت صلعم کی اتباع کرنے میں کوئی کمی کی تھی یا انکے رُوحانی کمالات میں کوئی نقص تھا۔ بلکہ مکالمہ مخاطبہ محض ایک نعمت ہے جو خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ ان کو اس لئے یہ نعمت پورے طور پر نہ دی گئی تا آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلعم نے ایک پیشگوئی کر کے اپنی اُمت کو رُوحانی کمالات سے روک دیا۔ بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ خدا نے امور غیبیہ ان بزرگوں پر کثرت سے ظاہر نہ فرمائے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا تو

اس صورت میں نبی کا نام مجازاً ان پر بھی چسپاں ہو سکتا تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح موعود کو نبی کا نام دینا بے معنی ٹھہرتا تھا۔

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ کی ساری عبارت متعلقہ نبوت میں نقل کر چکا اور اس امر پر بحث کر چکا۔ نتائج کیا نکلے؟ کیا یہ کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے یا یہ کہ آپ غیر نبی تھے۔ صاف نظر آتا ہے کہ:۔

(۱) آپ، غیر نبی تھے اور آپ کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا سراسر افتراء ہے۔

(۲) قرآن شریف میں جس کو نبوت کہا گیا ہے اس کا دعوے کرنا قرآن شریف کے رو سے منع ہے۔

(۳) آپ صرف ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی تھے جسے دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں۔ وہی محدث جس کے حضرت مجدد صاحب سرہندی قائل ہیں۔

(۴) آپ کو جو حدیث شریف میں نبی کا نام دیا گیا تو اس لئے نہیں دیا کہ آپ نبی تھے اور آپ کا دعویٰ نبوت کا تھا بلکہ نبی کا نام مجاز کے طور پر دیا گیا۔ کیونکہ آپ میں نبوت کی ایک صفت مکالمہ و مخاطبہ بدرجہ کثیر پایا جانا مقدر تھا۔

(۵) آپ بھی زمرۂ اولیاء، اقطاب، ابدال میں سے ایک تھے۔ یعنی غیر نبی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو نبی کا نام پانے میں ایک

خصوصیت حاصل ہے۔ ورنہ ایک نبی کو نبی کا نام پانے میں کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔

(۶) غیر نبی ہوتے ہوئے جو آپ نے نبی کا نام پایا تو ضروری ہوا کہ اس کی توجیہ کی جائے۔ اور وہ توجیہ یہ تھی کہ آپ میں نبی کی ایک صفت مکالمہ مخاطبہ کی بدرجۂ کثیر پائی گئی جو دیگر صلحا میں نہیں پائی گئی۔ اس لئے غیر نبیوں میں نبی کا نام مجازاً پانے کے لئے آپ ہی مخصوص ہوئے۔ کیونکہ مجاز کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صفت بدرجۂ کثیر اس شخص میں پائی جائے۔

(۷) دیگر اولیاء اقطاب و ابدال کو جو اس قدر کثرت سے مکالمہ مخاطبہ نہ ہوا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے کمالات رُوحانی میں کوئی نقص تھا بلکہ یہ صرف ایک نعمت تھی جو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ نہ پڑنے کی خاطر روک لی گئی۔

(۸) وہ رخنہ یہ تھا کہ اگرچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ مگر مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی میں آنحضرت صلعم نے نبی کا لفظ فرمایا تھا یہ نبی کا نام اب سوائے اس کے درست نہ ٹھیر سکتا تھا کہ فقط مجاز کے طور پر اسے مسیح موعود پر چسپاں کیا جاوے۔ اور مجازاً اسی پر چسپاں ہو سکتا ہے جس میں کوئی صفت نبوت کی پائی جائے اور بدرجۂ کثیر پائی جائے۔ ختم نبوت ہو جانے کے بعد نبوت میں سے جو صفت اُمت میں اب باقی تھی وہ المبشرات کے

ماتحت مکالمہ ومخاطبۂ الٰہیہ کا شرف تھا۔ جس کا ہر ایک اُمتی وارث ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر ایک ولی میں یہ صفت تو پائی جاتی تھی لیکن اگر سب میں یہ صفت بدرجۂ کثیر پائی جاتی تو سب پر ہی مجازی طور پر نبی کا لفظ چسپاں ہو سکتا تھا۔ تو پھر نبی کا لفظ جو حدیث میں پیشگوئی کے اندر مسیح موعود کے لئے آگیا تھا بے معنی ہو جاتا تھا اور یہ خطرہ پیدا ہوتا تھا کہ مبادا اس خصوصیت کو جو بطور مجاز کے ہے کوئی حقیقت ہی نہ سمجھ لے۔ کیونکہ جب مجاز کے طور پر سب اولیاء نے نبی کا نام پالیا تو پھر صرف مسیح موعود کو حدیث میں نبی اللہ کہنے کی خصوصیت یہ شبہ ڈال دیتی کہ یا تو حقیقت کے طور پر مسیح موعود کو نبی اللہ کہا گیا ہے۔ اور یا یہ خصوصیت ہی بے معنی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کی ہدایت کے لئے یہ اہتمام کیا کہ مکالمہ مخاطبہ کی نعمت اس کثرت کے ساتھ اور کسی ولی کو عطا نہ فرمائی کہ مجازی طور پر نبی کا نام اس پر چسپاں ہو سکے۔ اور یہ نعمت کثرت کے ساتھ صرف مسیح موعود کو دی تاکہ نبی کا نام مجازی طور پر صرف آپ پر ہی چسپاں ہو سکے۔ اور اس طرح پیشگوئی میں نبی کا لفظ جو خصوصیت رکھتا ہے وہ مجاز کی حد سے آگے نہ بڑھے اور پیشگوئی بھی صفائی سے پوری ہو جائے۔

یہ ہے وہ توجیہ جو اپنے نبی کا نام پانے کے متعلق حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائی تھی تاکہ کسی کو آپ کے نبی کا نام پانے سے ٹھوکر نہ لگے۔

اور حدیث میں مسیح موعود کو نبی کا نام دیا جانے کی خصوصیت سے وہ ابتلا میں نہ پڑے اور ختم نبوت کو ہاتھ سے نہ کھو بیٹھے۔ مگر ایک عقلمندوں کا گروہ ایسا اُٹھا جس نے نبی کا نام پانے کی توجیہ کو نبوت کا دعوےٰ سمجھ کر اس صفحہ کے گرد کھڑے ہو کر بغلیں بجائیں۔ اور اسے ولے حضرت مسیح موعود کی طرف نعوذ باللہ نبوت کا دعوےٰ منسوب کر دیا جو بقول حضرت صاحب "سراسر افترا" ہے اور جس کے مدعی پر وہ لعنت بھیجا کرتے تھے۔ جیسا کہ غلام دستگیر قصوری کو مخاطب کر کے اشتہار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں :-

"ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے..... غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔"

اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے آخر میں ہی آپ نے مدعی نبوت پر لعنت بھیجی ہے۔ فرماتے ہیں :

و النبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم ولا

کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقة ولا شریعة بعد الشریعة المحمدیة۔ بید انی سمّیت نبیًا علٰی لسان خیر البریہ وذٰلک امر ظلیّ من برکات المتابعة وما اریٰ فی نفسی خیرًا ووجدتُّ کلما وجدت من ھذہ النفس المقدسة وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة اللہ علٰی من اراد فوق ذٰلک او حسب نفسه شیئًا او اخرج عنقه من الربقة النبویة۔ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین۔ فلیس حق احد ان یدّعی النبوّة بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقة المستقلة۔ وما بقی بعدہ الّا کثرة المکالمة وھو بشرط الاتباع لا بغیر متابعة خیر البریہ۔ واللہ ما حصل لی ھذا المقام الّا من انوار اتباع الاشعة المصطفویة۔ وسمّیت نبیًا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجه الحقیقة ۔" (الاستفتا حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴ و ۶۵)

ترجمہ۔ اور نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی ہے۔ اور بعد قرآن شریف کے جو تمام کتب سابقہ سے افضل ہے کوئی کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت ہے۔ ہاں حضرت خیر البریہ محمد مصطفٰی صلعم کی زبان مبارک سے میرا نام نبی رکھا گیا ہے اور یہ آپ کی متابعت کی برکت سے ایک ظلی امر ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں دیکھتا۔ اور جو کچھ میں نے پایا ہے آپ ہی کی قوت قدسی سے پایا ہے

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری نبوت سے مراد سوائے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کے اور کچھ نہیں۔ اور اس پر خدا کی لعنت ہو جس نے اس سے زیادہ دعویٰ کیا یا اپنے نفس کو کچھ چیز سمجھا یا نبوت محمدیہ کے جوئے کے نیچے سے گردن ہٹالی۔ اور تحقیق ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ پس کسی کا حق نہیں ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد مستقل نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آپ کے بعد کثرت مکالمہ مخاطبہ کے سوا اور کچھ باقی نہیں اور وہ بھی آپؐ کی متابعت سے۔ نہ کہ آپ کی متابعت کے بغیر۔ اور خدا کی قسم جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے آپ کی اتباع کے انوار سے ہی حاصل کیا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے میرا نام مجازی طور پر نبی رکھا گیا ہے نہ کہ حقیقت کے طور پر۔"

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج صاف طور پر نکلتے ہیں:-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہے۔ اور خاتم النبیین کے معنے یہی ہیں کہ آپؐ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

(۲) مسیح موعود کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو نبی کا لفظ نکلا ہے وہ ظلی طور پر ایک فیضان نبوت ہے۔ جس سے مراد فقط کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے۔

(۳) ظلی نبوت جس سے مراد کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہے اصطلاح اسلام میں نبوت نہیں کہلاتی البتہ وہ نبوت تامہ کاملہ کا

ایک جزو ہے۔ جیسا کہ اسی حوالہ میں آپ فرماتے ہیں کہ
ما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ۔ یعنی اس کے بعد سوائے
کثرت مکالمہ کے کچھ باقی نہیں رہا۔ اب اگر کثرت مکالمہ
مخاطبہ ہی اصطلاح اسلام میں نبوت ہو تو یہ کہنا کہ نبوت کے بعد کچھ
باقی نہیں۔ مگر کثرت مکالمہ مخاطبہ ایک بے معنی بات ہوگی۔
کیونکہ پھر اس کے معنے یہ ہوں گے کہ نبوت کے بعد کچھ باقی
نہیں رہا مگر نبوت۔ جو ایک مہمل بات ہے۔

(۴) پس جو شخص اس جزوی نبوت یعنی کثرت مکالمہ مخاطبہ کو پاتا ہے
اُس پر نبی کا لفظ جو بولا جاتا ہے تو وہ مجاز کے طور پر بولا جاتا ہے
نہ کہ حقیقت کے طور پر۔

(۵) خاتم النبیین کے بعد نبی کے لفظ سے کثرت مکالمہ مخاطبہ یعنی
مبشرات کا انعام پانے والے سے بڑھ کر کچھ اور مراد لینے والا
خدا کی لعنت کا مورد ہے۔ کیونکہ کثرت مکالمہ مخاطبہ فقط آنحضرت
صلعم کی نبوت کی اتباع کے ثمرات ہیں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں